اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

# مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دو بار


نمبر ۳ جلد ۱۰

قادیان دارالامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے ایڈیٹر:- نذیر احمد افریقی

چندہ سالانہ دو روپے آٹھ آنے

۱۵ جنوری سنہ ۱۹۳۶ء ۔ ۱۹ شوال سنہ ۱۳۵۴ھ


فہرست مضامین


| مضمون | صفحہ |
| --- | --- |
| حضرت مسیح موعودؑ کے احسانات صنفِ نازک پر | ۳–۶ |
| پانچ نمازوں کے مقرر کرنے میں حکمت | ۶–۸ |
| درس القرآن | ۸–۱۴ |
| صنعت و حرفت | ۱۴–۱۶ |
| آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زائد بیویاں کیوں کیں؟ | ۱۶–۱۸ |
| آنیوالا آچکا | ۱۸–۱۹ |
| وصیتیں | ۱۹–۲۰ |

# ایک مخلص احمدی بہن
## کا
## اِنتقال پُر ملال

آہ! یہ لکھتے ہوئے دل کانپ اُٹھتا ہے کہ ہماری بہن غلام فاطمہ جو احمدیت کی حقیقی تڑپ رکھتی تھیں ہم سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو کر اپنے حقیقی مالک کو جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ لجنہ اماء اللہ قائم ہوئی تو مرحومہ نے ایک ایک احمدی بہن کے گھر جا کر اُنہیں جلسوں میں شریک ہونے پر آمادہ کیا۔ اور اب یہ جو ہماری بہنوں کا جلسوں میں اجتماع ہو جاتا ہے۔ یہ سب مرحومہ کی اَن تھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ لجنہ اماء اللہ قائم ہونے پر آپکو محاسبہ کا عہدہ دیا گیا۔ اور انہوں نے ہمیشہ اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ اگر کسی بہن نے چندہ دینے میں کوتاہی سے کام لیا۔ تو آپ خود ان کے گھر پہنچیں اور چندہ وصول کیا۔ ۲۸ ر اکتوبر بروز اتوار سیرۃ النبیؐ کے جلسہ میں آپ شریک تھیں۔ پانچ بجے جلسہ سے فارغ ہو کر آپ گھر گئیں۔ جاتے ہی بخار چڑھا۔ اور ڈبل نمونیہ ہو گیا۔ مرحومہ کے ہوش و حواس مرتے دم تک بجا رہے۔ مرنے سے ڈیڑھ گھنٹہ پیشتر اپنے خاوند سے یوں گویا ہوئیں۔ "دیکھو میرا پانصد روپیہ حق مہر ہے۔ ڈھائی سو تم کو بخشدیا۔ اور ڈھائی سو انجمن احمدیہ میں دینا ہے۔ ایک ہار اور ایک نتھ جو مجھے میکے سے ملی تھی وہ بھی انجمن احمدیہ میں دے دینا۔ یاد رکھنا یہ رقم اور دونو چیزیں دینے میں کوتاہی نہ کرنا ورنہ میں حشر کے دن دامنگیر ہونگی"۔ اسکے بعد لجنہ اماء اللہ کے چندے وغیرہ کا حساب بتایا پھر اپنے خاوند اور دوسرے رشتہ داروں سے مُعافی مانگی۔ جسدن وہ بیمار ہوئیں میں عیادت کے لئے آئی تو مجھے کہا تم مت جاؤ میری پاس ہو جبتک میں اچھی نہ ہو جاؤں۔ پھر مجھ سے مخاطب ہوئیں۔ اور کہا "زبیدہ تم نے بہت محنت کی ساری ساری رات جاگ کر میری تیمارداری کی لیکن خداوند کریم کو یہی منظور تھا۔ خدا تمہیں میری اس خبرگیری کی جزا دے"۔ ایک ہفتہ کی متواتر تکلیف کے بعد ۵ ر نومبر رات کے ۲ بجے ابدی نیند سو گئیں۔ دُعا ہے کہ خدا مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور انکے عزیزوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(راقمہ زبیدہ عالم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ نیروبی حال وارد ممباسہ کنیا کالونی فریقہ)

## جلسہ سیرۃ النبیؐ
## لجنہ اماء اللہ نیروبی

سیرۃ النبیؐ کا جلسہ مورخہ ۲۸ ر اکتوبر بروز اتوار بوقت دو بجے دوپہر مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ جسمیں تقریباً سب احمدی بہنیں حاضر تھیں۔ تلاوت قرآن مجید زبیدہ بیگم بنت ڈاکٹر سُلطان علی صاحب نے کی۔ نعت عزیزہ وحفیظہ دختران ملک محمد حسین صاحب مرحوم نے پڑھی۔ اسکے بعد محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری پر مضمون پڑھا۔ اسکے بعد عاجزہ نے اوصافِ حمیدہ پر مضمون سُنایا۔ محترمہ سعیدہ محمودہ صاحبہ ۴ نے سیرۃ النبیؐ پر ایک مفصل تقریر کرتے ہوئے حضرت رسول کریمؐ کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ بعدہٗ ارشاد بیگم صاحبہ نے "بیکسوں کا حامی" کے عنوان سے ایک مفصل مضمون پڑھا۔ اور صفیہ خانم بٹ نے "مکمل تعلیم دینے والا" کے عنوان کے ماتحت حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی جو حضور دنیا میں لائے وضاحت کی۔ ۴۴ دُعا کے بعد چار بجے کے قریب جلسہ برخاست ہوا۔ ۴

(راقمہ زبیدہ عالم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ نیروبی۔ کنیا کالونی۔ افریقہ حال وارد ممباسہ معرفت ایچ۔ ایم عبدالغنی بکس ۱۱۳ ممباسہ)

12

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ


# مصباح

قادیان دار الامان مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۳۶ء


## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات صنف نازک پر

انبیاء علیہم السلام اور دنیوی لیڈروں میں دو عظیم الشان فرق ہوا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دنیوی مصلح عوام الناس کے خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں۔ عوام میں جو خواہشات موجزن ہوتی ہیں۔ انہی کا حصول ان لیڈروں کو مدنظر ہوتا ہے۔ وہ قوم کے خیالات کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور انہی خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ لیڈر نہیں ہوتے بلکہ عوام الناس ان کے لیڈر ہوتے ہیں۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کسی دنیوی روشنی سے متور نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ آتے ہی ایسے وقت میں ہیں کہ ان کے اردگرد گھٹاٹوپ اندھیرا چھا چکا ہو۔ وہ ایسی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں جو اس قدر پرانی ہو چکی ہوں۔ کہ بیماروں میں اپنی بیماری کا احساس تک باقی نہ رہا ہو۔ وہ لوگوں کے خیالات کی پیروی نہیں کرتے۔ بلکہ لوگوں سے اپنی پیروی کراتے ہیں۔ اور وہ روشنی جو انہیں خدا تعالیٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ اس سے لوگوں کو منور کرتے ہیں۔ لوگ ان کے لیڈر نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگوں کے لیڈر ہوتے ہیں۔ دوسرا فرق یہ ہوتا ہے۔ کہ دنیوی مصلحین کو اپنی جنس یا اپنی قوم یا اپنے ملک کی بہبودی منظور ہوتی ہے۔ اور وہ دوسری قوموں کے نفع نقصان کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ ان کی غرض صرف اپنی قوم کو فائدہ پہنچانا ہوتی ہے۔ اگرچہ دوسری قوموں کا نقصان کر کے ہی اپنی قوم کو فائدہ پہنچایا جا سکے۔ انبیاء علیہم السلام اور بھی کئی باتوں میں دنیوی لیڈروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ مگر ان کا ہمارے موجودہ مضمون سے تعلق نہیں:

جنگ عظیم کے بعد جرمنی کی خستہ حالت نے ہٹلر کو پیدا کر دیا۔ اہل اٹلی کی ترقی کی خواہش اور ملک میں نہ سما سکنے والی بڑھتی ہوئی آبادی سائینور مسولینی کو معرض وجود میں لائی تا کہ اٹلی کے لئے افریقہ میں نئی نو آبادیاں تلاش کرے۔ روس کے فاقہ کش کسانوں اور مزدوروں کی ناگفتہ بہ حالت نے سٹالن وغیرہ کو

پیدا کر دیا۔ لیکن غور کر کے دیکھ لیجئے نہ اہل جشہ کی تکالیف مسولینی میں ذرہ بھر رحم پیدا کرنیکا موجب ہوئیں اور نہ سرمایہ داروں کی آہ و بکا بولشویک لیڈروں پر اثر انداز ہو سکی۔ ہمارے اپنے ملک میں پنڈت مالویہ۔ ڈاکٹر مونجے وغیرہ مشہور ہندو لیڈر ہیں۔ مگر انہیں مسلمانوں کی بیچارہ حالت سے کیا کام۔ خود سر سید مرحوم جو مردوں میں اعلیٰ تعلیم کا رواج دینے کے لئے ساری عمر روپیہ جمع کرتے اور اسلامی درسگاہیں کھولتے رہے۔ ان کے متعلق چند ماہ ہوئے "تہذیب نسواں" میں شایع ہوا تھا کہ جب مولوی ممتاز علی آنجہانی نے تعلیم نسواں اور عورتوں کے حقوق کے متعلق آواز بلند کی تو سر سید نے ان کی سخت مخالفت کی۔ اور انہیں "تہذیب نسواں" جاری کرنے سے منع کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام نے جسوقت ظہور فرمایا اسوقت مسلمانوں میں دو قسم کے خیالات رائج تھے۔ بعض لوگ تو یہ سمجھتے تھے۔ کہ عورتیں انسانیت کے لحاظ سے بھی مردوں سے کم ہیں۔ خدا نے صرف اس غرض سے انہیں پیدا کیا ہے۔ کہ مردوں کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی کی طرح رہیں۔ اور ان کے لئے محض ایک کھلونے کیطرح تفریح طبع کا کام دیں۔ دوسری قسم کے لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ مرد و عورت ہر رنگ میں ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر مرد محنت مزدوری کر کے اپنی اور بیوی بچوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے تو یہ محض ایک Convention (رواج) ہے۔ بعینہ اسی طرح عورت بھی یہ قابلیت رکھتی ہے۔ کہ ہر قسم کی محنت مزدوری کر سکے اور اپنی اور بچوں کی ضروریات مہیّا کر سکے اس قسم کے غیر طبعی خیالات مسلمانوں میں بھی رائج ہو چکے تھے۔ اور ایسے مسلمانوں کا خیال تھا۔ کہ قرآن مجید اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت موجودہ زمانہ کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔ اسلئے یا تو وہ شرعی احکام کو بالکل نظر انداز کر دیتے یا پھر دُور از کار تاویلات سے کام لیتے۔ ........

... عورتیں مغربیت کے زیر اثر اسلامی پردہ سے ... آزاد ہونا چاہتی تھیں۔ اور تعدد ازدواج ان کی آنکھوں میں کھٹکتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تشریف لائے تو نہ حضور نے مردوں کے خیالات کی رعایت کی اور نہ ہی عورتوں کی تحریک "آزادی" سے مرعوب ہوئے۔ بلکہ حکما عدلا کے عہدۂ جلیلہ کے مطابق مردوں کو ان کے حقوق دیے اور عورتوں کو ان کے۔ اور دونو کے درمیان ایسا توازن قائم کیا جو اسلام کے مطابق اور بنی نوع انسان کی سچی خیر خواہی پر مبنی تھا۔ اللہ اللہ وہ کیسا جری تھا۔ کہ نہ مردوں کے

تعصب کا اس پر اثر ہوتا ہے اور نہ وہ عورتوں کی "بغاوت" سے ڈرتا ہے۔ نہ مشرقیت کی قدامت پسندی کے سامنے گردن جھکائی نہ مغربیت کے سامنے ہتھیار ڈالے۔ نہ تعدد ازدواج منسوخ کیا۔ اور نہ ایسے طور پر اسے جائز قرار دیا کہ عورت کے حقوق پامال ہوں۔ سو اس میں بھی غور کرنے والوں کے لئے حضورؑ کی صداقت کے لئے ایک دلیل ہے ؛

حضورؑ نے بیان فرمایا۔ کہ بحیثیت انسان عورت ہر لحاظ سے مرد کے برابر ہے اور اسے بھی اللہ تعالیٰ نے مرد کی طرح اپنا عبد بننے کیلئے پیدا کیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ مرد کو اپنی صفات کا مظہر بننے کے لئے تخلیق کیا۔ اسی غرض کیلئے اس نے عورت کو پیدا فرمایا۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس جہان کی تقسیم کار میں مرد اور عورت کے لئے علیحدہ علیحدہ دائرے مقرر فرمائے ہیں جیسے فرمایا:۔ وما خلق الذکر والانثی۔ ان سعیکم لشتی۔ عورت کی پیدائش کی غرض نسل انسانی کا بقا ہے۔ عورت اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ تا بڑے سے بڑے نبی اور بڑے سے بڑے بادشاہ اور بڑے سے بڑے سائنسدان کے عدم سے وجود میں آنے کا موجب بنے۔ اور نسل انسانی کے ان زعما کی ابتدائی تربیت اس کے ہاتھوں سرانجام پائے۔ عورت کا کام یہ ہے کہ آئندہ نسل کی پیدائش کا موجب بنے۔ بچوں کی ایسی تربیت کرے کہ ان میں زندگی کی جدوجہد کے لئے ہر قسم کی قابلیت پیدا ہو جائے۔ اور گھر میں ایسا ماحول پیدا کر دے جو خاوند اور اولاد کے لئے مقصد زندگی کے حصول میں ممد ہو۔ ایسا ماحول کہ جب مرد دن بھر کا تھکا ماندہ شام کیوقت گھر میں داخل ہو تو اسے ایک... قسم کی نئی طاقتیں اور قوتیں حاصل ہو جائیں۔ اور جب صبح کے وقت گھر سے نکلے تو وہ اپنے اندر ایک نئی زندگی محسوس کرے۔ اس کے مقابل پر اسلام نے مرد کا یہ کام مقرر کیا ہے کہ وہ ان تمام لوازمات کو مہیا کرے جو عورت کے لئے اس کے کام کی سرانجام دہی کے لئے ضروری ہیں۔ مرد کو نیچر نے ایسی طاقتیں ودیعت کی ہیں جو اس کے کام کے مناسب حال ہیں۔ اور عورت کو وہ قوتیں مرحمت فرمائی ہیں جو اس کے فرائض منصبی کے لئے مناسب اور ضروری ہیں۔ اور چونکہ وہ ضروریات زندگی مہیا کرتا ہے۔ اسلئے اسے اپنے مال کے خرچ کرنے میں عورت پر ایک گونا فضیلت حاصل ہے۔ والا سوائے مرد عورت کے دائرہ ہائے عمل کے مختلف ہونے کے دونوں میں بحیثیت انسان کوئی فرق نہیں۔ نہ مرد عورت کا کام کر سکتا ہے اور نہ ہی عورت کے قویٰ اس قسم کے ہیں کہ وہ عام طور پر مرد کی طرح کامیابی کیساتھ ضروریات زندگی بہم پہنچا سکے۔ دونوں کی پیدائش کی غرض اللہ تعالےٰ کی

صفات کا پرتو اپنے اندر پیدا کرنا۔ اور اس کا حقیقی عبد بننا ہے ؎

آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ العزیز بعض ان احسانات کا ذکر کیا جائے گا جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صنف نازک پر کئے ؎

# پانچ نمازوں کے
## مقرر کرنے میں حکمت

اس زمانہ میں جبکہ مسلمان کہلانیوالے شریعت کے احکام کو چھوڑ رہے ہیں۔ ہم احمدی عورتوں کا فرض ہے۔ کہ شریعت کے احکام کو پورے طور پر بجالائیں۔ اور غیر احمدی اور غیر مسلم عورتوں کو جنہوں نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ یہ موقع نہ دیں کہ وہ ہمیں یہ کہہ سکیں کہ جس شریعت کی طرف تم ہمیں بلاتی ہو تم خود اسپر عمل نہیں کرتیں۔ آج میں اسلام کے ایک عظیم الشان حکم کی طرف بہنوں کو توجہ دلاتی ہوں۔ اور وہ نماز ہے ؎

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے۔ جسپر کہ اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ مومن اور منافق اور کافر میں اگر کوئی عبادت امتیاز کر سکتی ہے۔ تو وہ نماز ہی ہے۔ کیونکہ نماز کے علاوہ جو عبادات ہیں وہ نفاق کے طور پر بھی بجالائی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ ذکوٰۃ سال میں ایک بار اپنے جمع کئے ہوئے روپیہ کا چالیسواں حصہ دینا ہوتا ہے۔ منافق ایسا کر سکتا ہے۔ حج ہے جس کے لئے عمر بھر میں ایک دفعہ مکہ جانا پڑتا ہے۔ وہ بھی ایک منافق بطور سیر و سیاحت کر سکتا ہے۔ کلمہ ہے وہ تو زبان سے ہی پڑھنا ہوتا ہے۔ اور روزے ہیں وہ سال میں ایک ماہ ہیں۔ اور ایک منافق بھی گھر میں چھپ کر کھانا کھا لینے کے باوجود کہہ سکتا ہے۔ کہ میں روزہ دار ہوں ہر وقت کوئی اس کی نگرانی نہیں کر سکتا۔ لیکن نماز ایک ایسی چیز ہے۔ کہ پانچ دفعہ پڑھنی ہوتی ہے۔ اور مسجد میں باجماعت ادا کرنے کا حکم ہے سردیوں میں گرمیوں میں ہر روز یہ کام کرنا ہوتا ہے اس لئے ایک منافق اس حکم کو بہ آسانی بجا نہیں لا سکتا۔ اس لئے حقیقت میں نماز ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے مومن اور کافر اور منافق میں امتیاز ہو جاتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ روحانیت میں ترقی کرتا ہے۔ اور جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اُس نے کفر کیا۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم نمازوں کو باقاعدہ پانچوقت ادا کرتی رہیں۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ پانچ وقت نمازوں کے مقرر کرنے میں کیا حکمت ہے۔ تو میں اس کا

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک کلمات سے دیتی ہوں۔ جو اس زمانہ میں اسلام کی صداقت کو دنیا سے منوانے کیلئے خدا کی طرف سے بھیجے گئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں۔ وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں۔ جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں۔ اور تمہاری فطرت کے لئے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے۔

(۱) پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا۔ یہ پہلی حالت ہے۔ جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا۔ سو یہ زوال کے وقت سے مشابہ ہے کہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا۔ اِسکے مقابل پر نماز متعین ہوئی۔ جسکا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے

(۲) دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے۔ اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے۔ سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے۔ جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے۔ اور صریح نظر آتا ہے۔ کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس رُوحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی ہے ؛

(۳) تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے۔ جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے۔ اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے۔ کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں۔ اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اُس وقت سے مشابہ ہے۔ جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اور تمام اُمیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اِس رُوحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے ؛

(۴) چوتھا تغیر اُس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے۔ اور اُسکی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے۔ مثلاً جبکہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سُنایا جاتا ہے۔ اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو۔ سو یہ حالت اسوقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے۔ اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ اِس رُوحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے ؛

(۵) پھر جبکہ تم ایک مُدت تک اِس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو۔ تو پھر آخر خدا کا

رحم تم پر جوش مارتا ہے۔ اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے۔ مثلاً جیسے تاریکی کے بعد آخرکار صبح نکلتی ہے۔ اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے۔ سو اِس رُوحانی حالت کے مقابل پہ نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں۔ اِس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدے کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو۔ تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو۔ کہ وہ تمہاری اندرونی اور رُوحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔ تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضا و قدر تمہارے لئے لائیگا۔ قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں عاجزی کرو۔ کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔ آمین ؛

(سعیدہ بیگم اہلیہ مولوی جلال الدین صاحب شمس)

**کشتی نوح**

کشتی نوح نو پیسے (مع محصولڈاک) فی عدد کے حساب سے طلب فرمائیں۔ جو خواتین خرید نہ سکتی ہوں اگر یہ وعدہ کریں کہ وہ ساری کتاب دس غیر احمدی مستورات کو سنائینگی تو انہیں ایک کتاب مفت بھیجی جائیگی۔ فروخت کرنے کی غرض سے ایک روپیہ میں بتیس کتب ملیں گی۔ محصولڈاک بذمہ خریدار ؛ (خاکسار ابو الفضل محمود دار الرحمت قادیان)

## حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

کا

# درس القرآن

(سُورۃ الملک پہلا رکوع)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر شروع کرتا ہوں جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے ؛

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ بہت برکتوں والا وہ خدا ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ؛

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ وہ خدا جس نے موت پیدا کی ہے اور زندگی پیدا کی ہے۔

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ تاکہ انعام کرے یا احسان کرے اُس پر جو تم میں اچھے اعمال کرنیوالا ہے۔ اور وہ غالب بخشنے والا ہے ؛

اس جگہ پر اللہ تعالیٰ نے موت کو پہلے رکھا ہے۔ اور زندگی کو پیچھے رکھا ہے۔ حالانکہ عام طور پر لوگ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔ اور موت کو عذاب

خیال کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک موت کے بعد ملنے والی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے موت کو پہلے رکھا ہے۔

موت کو اللہ تعالےٰ نے امتحان کا ذریعہ بنایا ہے۔ زرتشت مذہب والوں کا عقیدہ ہے کہ دُنیا میں جو چیزیں نقصان رساں ہیں۔ مثلاً سانپ۔ بچھو اور اسی قسم کی جتنی اور زہریلی اشیاء ہیں وہ اللہ تعالےٰ نے پیدا نہیں کیں اور نہ موت کو اللہ تعالےٰ نے بنایا ہے۔

لیکن فرض کرو اگر مرنا نہ ہوتا تو اعلےٰ درجہ کے اعمال کرنے والے انسان کو انعام کیسے ملتا۔ (اور اگر اسی دنیا میں ہر ایک شخص کو اسکے کئے کی جزا سزا مل جائے تو کوئی انسان بھی نہ گناہ کرے اور نہ نیکی میں کوتاہی۔ اور اس طرح جدوجہد کرنے والے اور غفلت اختیار کرنے والے میں کوئی تمیز نہ ہو سکے۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ اسباب پر حق الیقین رکھتے ہوئے کہ فلاں چیز اُسکے لئے مضر ہے اسے ہرگز اختیار نہیں کرتا۔)

ایمان کیلئے ہمیشہ یہ شرط ہوتی ہے۔ کہ اس میں اخفا ہو۔ ورنہ ظاہر چیزوں پر ایمان لانا تو ایمان نہیں کہلا سکتا؛

اللہ تعالےٰ غالب بھی اور بخشنے والا بھی ہے۔ یعنی غلبہ کے باوجود بخشش بھی کرتا ہے۔ جتنی کسی میں طاقت زیادہ ہوتی ہے اُتنا ہی اُسکا رحم بھی زیادہ ہوتا ہے؛

کہتے ہیں کہ کوئی اندھا فقیر راستہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ادھر سے بادشاہ کا غلام گذرا اور کہنے لگا۔ او اندھے فقیر ادھر سے بادشاہ سلامت تو نہیں گذرے۔ پھر اسکے بعد بادشاہ کا وزیر وہاں سے گذرا اور کہنے لگا۔ سور داس جی ادھر سے بادشاہ سلامت تو نہیں گذرے۔ اسکے بعد بادشاہ وہاں سے گذرا اور کہنے لگا میاں سور داس جی یہاں سے کوئی آدمی تو گذر کر نہیں گیا۔ فقیر نے جواب دیا بادشاہ سلامت پہلے آپ کا غلام یہاں سے گذرا۔ اسکے بعد وزیر۔ بادشاہ بہت حیران ہوا۔ اور پوچھنے لگا کہ یہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ مَیں بادشاہ ہوں۔ اور پہلے جو دو آدمی گذرے ہیں ان میں سے ایک غلام اور دوسرا وزیر تھا۔ فقیر نے کہا۔ بادشاہ سلامت ہر شخص اپنی گفتگو سے پہچانا جا سکتا ہے۔ تو عزیز کے ساتھ غفور ہونا لازمی ہے؛

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا

وہ خدا جس نے سات آسمانوں کو ایک دوسرے کے مطابق پیدا کیا ہے۔

طِبَاقًا۔ طَابَقَ۔ یُطَابِقُ سے آیا ہے۔

مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ

تو خدا تعالےٰ کی مخلوق میں کوئی تباہی نہیں پائیگا۔

فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ

تُو پھر نظر کو لوٹا کیا تو کوئی تناقض دیکھتا ہے۔

فُطُور۔ تباین۔ اضطراب۔

ایک شخص دہریہ تھا۔ یعنی خدا تعالیٰ کو نہیں مانتا تھا۔ ایک دفعہ وہ آم کے درخت کے نیچے لیٹا ہوا تھا۔ اور پاس ہی حلوہ کدو کی بیلیں تھیں جن میں کدو لگے ہوئے تھے۔ وہ دل میں کہنے لگا کہ خدا بھی کیسا عجیب کام کرتا ہے بھلا یہ بھی کوئی خدائی ہے کہ اتنے بڑے درخت کو تو چھوٹے چھوٹے آم لگائے ہیں۔ اور یہ جو پتلی نازک بیلیں ہیں ان میں اتنے بڑے بڑے کدو لگا دیئے ؛

اتنے میں درخت پر سے ایک آم گرا اور اسکے سر میں آکر لگا۔ وہ چیخ اٹھا اور کہنے لگا سچ مچ خدا جو کام کرتا ہے بہت مناسب کرتا ہے۔ اگر اتنا بڑا کدو میرے سر میں لگتا تو شائد میں زندہ بھی نہ بچ سکتا ؛

یہ تو ایک لطیفہ ہے لیکن اگر کوئی غور کرے تو معلوم ہوگا کہ درحقیقت اللہ تعالےٰ نے ہر چیز میں مطابقت رکھی ہوئی ہے۔ مثلاً آنکھ ہے تو اللہ تعالےٰ نے اسکے مقابل دیکھنے کے لئے ہزاروں چیزیں پیدا کی ہیں۔ زبان ہے تو ذائقہ بھی بنا دیا۔ کان ہیں تو آوازیں پیدا کیں۔ اور ناک ہے تو سونگھنے کے لئے خوشبو پھول وغیرہ پیدا کئے۔ غرضیکہ کوئی چیز ایسی نہیں جسکا جواب اللہ تعالےٰ نے پیدا نہیں کیا۔

جس چیز کو انسان بظاہر بے فائدہ خیال کرتا ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے مخفی فائدے رکھے ہوئے ہیں۔ دیکھو مچھر ہے اس کو ہر شخص ضرر رساں سمجھتا ہے۔ کیونکہ ملیریا اسی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن حال کے ڈاکٹروں نے تحقیقات کے بعد معلوم کیا ہے۔ کہ مچھر کے ذریعہ جنون کا علاج ہو سکتا ہے۔ گویا اللہ تعالےٰ نے مچھر کو جنون کے علاج کے لئے پیدا کیا ہے ؛

اسی طرح سانپ بچھو اور بعض دوسرے زہریلے جانوروں سے قیمتی دوائیاں بنتی ہیں ؛

دُنیا میں ہر چیز اللہ تعالےٰ نے انسان کے فائدہ کے لئے بنائی ہے۔ لیکن خود انسان اسکے صحیح استعمال کا طریقہ نہیں جانتا ؛

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝

ہم تم کو پھر کہتے ہیں کہ دوبارہ دیکھو تمہاری نظر تھکی ہوئی دھتکاری ہوئی واپس آئے گی ؛

خَاسِئًا۔ دھتکاری ہوئی۔

حَسِيْر۔ تھکی ہوئی۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ ۵

ہمنے زینت دی ہے اس ورلے آسمان کو ستاروں کے ساتھ اور ہم نے انکو (ستاروں کو) رجم کا موجب بنایا ہے شیطانوں کے لئے۔ اور ہمنے ان کیلئے جہنم طیار کیا ہے۔ انبیاء کے ظہور کے وقت

ستارے خصوصیت سے کثرت سے ٹوٹتے ہیں۔ اور دوسری طرف مَصَابِیْح سے مراد خود انبیاء بھی ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں شیاطین سے بُرے انسان مراد ہونگے۔

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۙ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو وہ اس کی آواز سنیں گے اور وہ ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز کی مانند ہوگی۔

جوش کی حالت میں جو آواز نکلے اُس کو شہیق کہتے ہیں۔

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قریب ہے کہ وہ پھٹ جائے اپنے جوش کیوجہ سے۔

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ جب کبھی اسمیں کوئی جماعت ڈالی جائے گی۔ اسکے محافظ دریافت کرینگے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا یعنی تمہارے پاس نبی نہیں آیا تھا۔

قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وہ کہیں گے کیوں نہیں ہمارے پاس نبی تو آئے تھے لیکن ہم نے اُن کا انکار کیا اور ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نہیں اُتاری بلکہ تم بڑی گمراہی میں ہو۔

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اور کہیں گے اگر ہم نبی کی باتیں سُنتے یا سمجھتے تو آج بڑھکتی ہوئی آگ میں نہ پڑتے۔

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ پس دُوری ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لئے۔

سُحْقًا۔ دُوری۔ سَعِیْر۔ بھڑکنے والی آگ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ اس کے مقابل میں جو لوگ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہوگا۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اپنی باتوں کو چھپاؤ یا ظاہر کرو برابر ہے کیونکہ وہ سینے کی باتوں کو جانتا ہے۔

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ کیا وہ خدا نہیں جانتا جس نے پیدا کیا ہے۔ اور وہ اندر گھس جانیوالا خبر رکھنے والا ہے۔

لطیف۔ جو کسی چیز کے اندر گھس جائے۔

(الملک دوسرا رکوع)

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا وہ خدا ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو ذلول بنایا ہے۔

ذَلُوْلًا۔ ہدنۃً۔ لینۃً۔ جس میں چلنا پھرنا آسان ہو۔

فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِھَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِہٖ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ہ تم اس کے چاروں طرف پھرو اور کھاؤ اسکے رزق سے۔ اور اُسی کیطرف دوبارہ جی اُٹھنا ہے۔

مَناکب۔ منکب کی جمع ہے۔ اسکے معنے راستہ ہیں۔ اور منکب پہاڑی کو بھی کہتے ہیں۔ ہر علاقے میں اللہ تعالیٰ نے اس سے خصوصیت رکھنے والے پھل اور سبزیاں پیدا کی ہیں ؛

ءَ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا ھِیَ تَمُوْرُ ہ کیا تم امن میں آگئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ وہ دھنسا دے تمکو زمین میں تو اچانک وہ چکر کھانے لگے۔

یخسف۔ وہ دھنسا دے۔

خسف بہ الارض۔ اس کو زمین میں دھنسا دیا۔ یعنی اسکو ذلیل کر دیا۔

ہر قوم جب حکومت حاصل کرتی ہے تو تکبّر کرنے لگتی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ اس سے حکومت چھین لیتا ہے۔ یہی یہاں مطلب ہے کہ کیا خدا تعالےٰ میں یہ طاقت نہیں کہ وہ تم کو اسی دُنیا میں ذلیل کر دے۔

تَمُوْر۔ چکر کھانے لگے۔ نقشہ اُلٹ جائے۔ عزّت ذلّت سے بدل جائے۔

اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْکُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُوْنَ کَیْفَ نَذِیْرِ ہ کیا تم امن میں آگئے ہو اس بادشاہ سے جو آسمان میں ہے کہ وہ تم پر ایسی آندھی بھیجے جس میں کنکر ہوں (یا تم پر پتھراؤ کرادے) اس صورت میں تم ضرور جان لوگے کہ کیسا ہے میرا ڈرانا ؛

حَاصِب۔ ایسی آندھی جس میں کنکر ہوں۔

نَذِیْرِ۔ رِ کے نیچے جو زیر ہے وہ ی کے قائم مقام ہے۔ یعنی میرا ڈرانا۔ یا میرا ڈرانیوالا۔

وَلَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ہ اور ضرور جھٹلایا ہے اُن لوگوں نے بھی جو تم سے پہلے گذرے پس کیسا ہُوا میرا عذاب نکیر میں بھی زیری کے قائم مقام ہے؛

نکیر۔ میرا عذاب۔ میری باتوں کا انکار مصیبت۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَھُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ بَصِیْرٌ ہ کیا انہیں معلوم نہیں پرندوں کا حال جنہوں نے پر پھیلائے ہوئے ہیں اور وہ ان کو پھر سمیٹ لیتے ہیں۔ ان کو نہیں تھامے ہوئے خدا کے سوا کوئی۔ یقیناً وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے ؛

صٰٓفّٰتٍ۔ صَفَّ الطَّیْرُ جناحیہ ای بَسَطَھَا۔ (یعنی پروں کو پھیلا دیا۔)

پرندے جب شکار کی تاک میں ہوں۔ تو

اپنے پر پھیلا لیتے ہیں اور بعد میں حملہ کرنے کیوقت
پروں کو سمیٹ لیتے ہیں۔

یعنی ان کو حملہ کرنے سے خدا کے سوا
کون روکے ہوئے ہے۔

اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ ھُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ
یَنْصُرُکُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ط کیا وہ جو
تمہارا لشکر بنا ہوا تمہیں مدد دیگا رحمٰن کے خلاف۔

اِنِ الْکٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ۔ کافر
تو صرف دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ غرور کی
غین پر جب زبر آئے تو اسکے معنے دھوکہ دینے والا
ہوتے ہیں۔ اِلَّا سے پہلے اِنْ آئے تو اسکے
معنے ”نہیں“ ہوتے ہیں۔

اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ
اَمْسَکَ رِزْقَہٗ ج بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ
نُفُوْرٍ ۔ کیا وہ ہستی جو تمہیں رزق دیتی ہے آسمان
سے اگر وہ اپنا رزق روک لے تو کیا حال ہو
بلکہ وہ سرکشی میں اور خدا سے دُور بھاگنے میں
بڑھتے جاتے ہیں۔

یعنی خدا تعالیٰ کتنا رحم کرنے والا ہے۔
باوجود اسکے کہ تم روز بروز شرارتوں میں اور
سرکشیوں میں بڑھتے جاتے ہو۔ لیکن وہ پھر بھی
تمہیں رزق دے رہا ہے۔ تم اتنا ہی سوچو اگر وہ
تمہیں رزق دینا بند کر دے تو تمہاری کیا حالت ہو؛
ایک ضرب المثل ہے۔ ہنڈیا کا منہ کھلا
ہو تو کتے کو ہی شرم چاہیئے۔ یہی حالت ان لوگوں
کی ہے؛

اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْھِہٖٓ
اَھْدٰٓی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ ۔ کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل
چلتا ہے زیادہ ہدایت پانیوالا ہے یا وہ جو سیدھا
ہو کر سیدھے راستے پر چلتا ہے؛

مُکِبًّا۔ جس کی ٹانگیں کٹی ہوئی ہوں اور
وہ منہ کے بل چلے؛

قُلْ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ وَجَعَلَ
لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَۃَ ط
قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۔ تو کہدے وہ خدا
جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے لئے کان
اور آنکھیں اور دل بنائے .... تھوڑا ہی ہے جو تم
اس کا شکر کرتے ہو یا ان چیزوں سے فائدہ حاصل کرتے ہو؛

سمع اور ابصار یہاں پر اسم کے معنوں
میں آئے ہیں۔ کان۔ آنکھیں۔

قَلِیْلًا مَّا۔ کے معنے ہیں کہ وہ شکر کرتے
ہی نہیں؛

قُلْ ھُوَ الَّذِیْ ذَرَاَکُمْ فِی الْاَرْضِ
وَاِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۔ تو کہدے وہ خدا ہی
ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا دیا ہے۔ اور
اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ۔ وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔
اگر تم سچے ہو؛

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ص وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ہ تو کہدے کہ علم تو خدا کے قبضہ میں ہے۔ مَیں تو صرف ڈرانے والا ہوں +

اِنَّمَآ اَنَا۔ اِنْ اَنَا اِلَّا کے معنوں میں آیا ہے ؛

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ہ جب وہ اس کو دیکھینگے قریب آیا ہوا۔ برے ہو جائیں گے۔ کافروں کے چہرے اور ان کو کہا جائیگا۔ وہی ہے جو تم مانگا کرتے تھے ؛

سِيْٓـَٔتْ۔ برے جائیں گے۔ یعنی تم پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر عذاب آنا ہے تو آتا کیوں نہیں تم نے خود عذاب مانگا تھا اب تمہیں برا کیوں لگتا ہے ؛

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَ مَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ہ تو کہدے مجھے بتاؤ تو اگر مجھے اللہ تعالیٰ ہلاک کردے اور ان کو بھی جو میرے ساتھ ہیں تو کون پناہ دے گا کافروں کو دردناک عذاب سے ؛

یعنی تم میری اور میرے ساتھیوں کی حالت کو دیکھتے ہی ہو۔ لیکن تم یہ بھی دیکھو کہ تمہاری اپنی حالت کیسی ہے۔ (مان لیا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں موت دیگا یا ہم پر رحم کرے گا۔ لیکن اس سے تم اپنی بداعمالی کی سزا سے کس طرح بچ جاؤ گے۔ تم خوب جانتے ہو کہ تمہارے اعمال کیسے ہیں)

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ج فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ہ تو کہدے ہمارا خدا تو رحمٰن خدا ہے۔ ہم اُسپر ایمان لائے ہیں۔ اور ہمنے اُسپر اپنا معاملہ چھوڑ دیا پس تم ضرور جان لوگے کہ کون ہے کھلی گمراہی میں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ع تم کہو مجھے بتاؤ تو سہی اگر تمہارا پانی گڑھے میں چلا جائے تو کون تم کو چشمہ جاری کا پانی دیگا ؛ (آمنہ خاتون)

# صنعت و حرفت

صنعت ہاتھ سے کام کرنے کو کہتے ہیں۔ مثلاً کسی کپڑے پر پھول وغیرہ بنانے یا سلائی کرنے کو دستکاری کہینگے ؛

ملازم وہ ہے جو نوکری کرے خواہ حکومت کی یا کسی اور کی۔ نوکر کا یہ کام ہے۔ کہ اپنا آرام اپنے مالک کی خوشنودی پر موقوف کردیتا ہے۔ مالک یا آقا کی تابعداری میں اپنی بہتری سمجھتا ہے۔ نوکری کرنا زندگی بیچ دینے کے مترادف ہے۔ ملازم آزاد نہیں ہوتا بلکہ مالک کے حکم پر چلتا ہے۔ نوکر کا کام اپنی مرضی پر منحصر نہیں ہوتا۔ بلکہ اُسے نفس کو

مار کر کسی دوسرے کی مرضی پر چلنا پڑتا ہے۔ ملازم اپنی تنخواہ کے عوض اپنی جان کو بیچ دیتا ہے۔

جو لوگ دستکاری کرتے ہیں وہ خود مختار ہوتے ہیں۔ کیونکہ انکو کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔ وہ سب کی نظروں میں معزز ہوتے ہیں۔ اور بسا اوقات نسبتاً دولتمند بھی۔ وہ کسی کے دست نگر نہیں ہوتے۔ کیونکہ اُن کے پاس ہنر موجود ہوتا ہے۔ ہاتھ سے کام کرنے والا آدمی جس وقت چاہے کام کر سکتا ہے اُسے کسی قسم کی پابندی نہیں ہوتی اپنی نیند اُٹھتا اور اپنی نیند سوتا ہے ؎

جن ملکوں میں صنعت و حرفت کا رواج ہے وہ ملک بڑی ترقی کر رہے ہیں۔ کیونکہ اُن کی بنائی ہوئی چیزیں غیر ممالک میں بہت بڑے منافع پر فروخت ہوتی ہیں۔ اور اُن ملکوں کی شہرت ترقی کرتی ہے۔ مثلاً جاپان۔ جرمنی۔ انگلینڈ وغیرہ کے ممالک صنعت و حرفت میں بڑے ماہر ہیں۔ یہ لوگ دن دُگنی رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں۔ ہندوستان زمانہ قبل میں انکے نام تک سے واقف نہ تھا۔ جاپان کی قومی ترقی کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ جاپانی لوگ صنعت و حرفت میں حد درجہ ماہر ہیں۔ جاپانی چیزیں عمدہ اور ارزاں ہوتی ہیں۔ بچوں کے کھلونے بنانے میں تو انہوں نے کمال ہی کر دیا ہے۔ درحقیقت جاپان آج بہت سے ممالک کے لئے قابلِ رشک ہے۔

ہندوستان کا ستارہ اِس لئے زوال میں ہے کہ اس کے ملک کے باشندے بہت آرام طلب ہو گئے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنا عار سمجھتے ہیں۔ غیر ممالک کے لوگ ہندوستان کے لئے ہر قسم کی چیزیں بھیج رہے ہیں۔ اور تمام روپیہ اپنے ممالک کی طرف لے جا رہے ہیں۔ دیکھئے انگریز کیسی غیرتمند قوم ہے کبھی دیسی چیز نہیں خریدتے ہمیشہ انگریزی دکانوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

کئی بہنیں ایسی ہیں جو ہندوستانی چیزیں چھوڑ کر بڑے شوق سے انگریزی چیزیں خرید کرتی ہیں۔ افسوس ہے کہ انہیں انگریزوں کی طرف دیکھ کر عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ کبھی وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان کو سونے کی چڑیا کہا جاتا تھا۔ افسوس ہندوستانیوں نے سستی اور نااتفاقی کی وجہ سے اپنے ملک کے نام کو دھبہ لگا دیا۔ پہلے زمانوں میں ہندوستان میں سب کچھ موجود تھا۔ لوگ بھی ہر کام میں ماہر تھے۔ ڈھاکہ کی ململ ایسی نفیس ہوا کرتی تھی کہ دور دراز ممالک میں بطور تحفہ بھیجی جاتی۔ لیکن آجکل تمام چیزیں ولایت سے آ رہی ہیں۔ ہندوستانی اوّل تو کچھ بناتے ہی نہیں۔ اور اگر بناتے ہیں تو خود ہندوستانی ان کے استعمال سے کراہت کرتے ہیں۔

افسوس ہم ہندوستان والے صنعت و حرفت کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ اور ذرا ذرا سی بات میں دوسرے ملکوں کے محتاج ہو کر اپنی دولت ہندوستان

سے باہر بھیج رہے ہیں۔ کیا ہی خوب ہو اگر یہیں مختلف قسم کی مشینیں لگادی جائیں، اور کارخانے جاری کردئے جائیں۔ نتیجہ یہ ہو کہ ہر ایک چیز سستی ہوجائے۔ اور ہمارے ہی ملک کے لوگ اپنے ملک کی تجارت سے فائدہ اُٹھائیں اور یہاں کی دولت یہیں رہے:۔

(خاکسارہ فرخندہ بیگم دختر حکیم فضل حق صاحب بٹالہ)

## آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زائد بیویاں کیوں کیں؟

اوّل تو کسی الہامی کتاب نے تعدد ازدواج کو ممنوع قرار نہیں دیا ہے۔ دوم تمام مقدس بزرگوں نے ایک وقت میں ایک سے زائد بیویاں کیں۔ مثلاً راجہ دشرتھ جی کی تین رانیاں کوشلیا۔ سومترا اور کیکئی تھیں۔ شری کرشن جی مہاراج کی چار پٹ رانیاں اور ان گنت رانیاں تھیں سکھوں کے بعض گرو صاحبان نے بھی ایک سے زیادہ بیویاں کیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کی دو حضرت اؤدؑ کی سو اور حضرت سلیمانؑ کی ۷۰۰ بیویاں تھیں لیکن ہمارے آقا آنحضرت صلعم ۲۵ سال تک مجرد رہے۔ پھر ۴۰ سالہ بیوہ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا۔ اور ۵۰ سال کی عمر تک اسی پر اکتفا کیا۔ پھر انکی وفات کے بعد دو سال تک کوئی شادی نہیں کی۔ ۵۲ سال کی عمر میں حضرت سودہؓ بیوہ اور بوڑھی سے نکاح کیا۔ پھر ساٹھ سال کی عمر تک صرف ایک کنواری باقی بیواؤں سے نکاح کئے **کیونکہ**:- (۱) اسلام عورت کو بیوگی کی حالت میں رکھنا سخت ناپسند کرتا ہے۔ تاکہ عورت بے حیائی سے بچے اور ناجائز اولاد قوم کے لئے بے حیائی اور ماں کے لئے ذلت کا باعث نہ ہو۔ پس آپؐ نے سوائے ایک کے سب نکاح بیواؤں سے کئے:۔

(۲) تاکہ بیواؤں اور یتیموں کی پرورش ہو اور قوم ترقی کرے۔ اور تنزل سے بچے:۔

(۳) تاکہ نسل بڑھے اور قومی ترقی ہوکر مسلمان تعداد کے لحاظ سے بھی غالب رہیں:۔

(۴) جنگ کی وجہ سے مرد کم ہوگئے اور عورتیں بڑھ گئی تھیں۔ پس عورتوں کی حفاظت اور ان کی ضروریاتِ زندگی کے بہم پہنچانے کے لئے ضروری تھا کہ مسلمانوں کے سامنے تعدد ازدواج کا عملی نمونہ پیش کیا جاتا:۔

(۵) تاکہ نبی کی صحبت میں رہ کر دین سیکھیں اور اُسکو اپنی اپنی قوم میں بآسانی دوسروں تک پہنچائیں جیسے حضرت میمونہؓ اور حضرت زینبؓ ام المساکین کے ذریعہ ہوا:۔

(۶) تاکہ مخالف قوموں سے اتحاد قائم ہو جیسے حضرت صفیہؓ جو قوم یہود سے تھیں۔ اور حضرت جویریہؓ جن کے نتیجہ میں مسلمانوں نے ایکسو گھرانوں کے قیدی یہ کہکر چھوڑ دیئے۔ کہ جس خاندان میں آنحضرت صلعم نے شادی کی ہے وہ غلام نہیں ہوسکتا:۔

(۷) غیر قوموں میں اِس وجہ سے شادی کی تاکہ اسلامی مساوات قائم ہو۔ کیونکہ اسلام تمام قوموں کی عزّت کرتا ہے۔ جیسے حضورؐ نے حضرت ماریہ قبطیہ سے شادی کی ؛

(۸) اصلاح رسوم کے لئے۔ تاکہ اسلام میں مثلاً متبنیٰ کی رسم قائم نہ رہے۔ یا اس وجہ سے کہ مسلمان مطلقہ سے نکاح کرنے میں عار محسوس نہ کریں۔ حضرت زینبؓ سے جو حضرت زیدؓ کی مطلقہ تھیں حضورؐ نے اسی غرض کے ماتحت شادی کی ؛

(۹) قریبی رشتہ داروں سے تعلقات مضبوط کرنے کے لئے نیز اُن عورتوں کی دلداری اور حفاظت کے لئے جنہوں نے آپؐ کے ساتھ ہجرت کی تکالیف اُٹھائیں۔ اور اُن کے رشتہ داروں نے اُن سے قطع تعلق کرلیا تھا ۔۔۔ حضرت سودہؓ ۔حضرت حفصہؓ حضرت ام حبیبہؓ ۔ اور حضرت ام سلمہؓ سب بیوہ تھیں صرف حضرت عایشہ صدیقہؓ کنواری تھیں ؛

(۱۰) ایک اہم وجہ یہ تھی کہ اپنی زندگی کا جو حصّہ حضورؐ گھر سے باہر گذارتے اُس کے متعلق حضورؐ کے کلام اور عمل کی روایت کرنیوالے سینکڑوں صحابہ کرام موجود تھے۔ حضورؐ نے زیادہ شادیاں اِس لئے کیں۔ کہ آپؐ تا قیامت بنی نوع انسان کے لئے نمونہ تھے۔ اور یہ مناسب نہ تھا۔ کہ خانگی زندگی کے واقعات اور ملفوظات سے بنی نوع انسان کو محروم رکھا جاتا۔ ظاہر ہے کہ اِس غرض کے لئے ایک بیوی کسی صورت میں کافی نہیں ہوسکتی تھی ؛

خلاصہ کلام یہ کہ وفات کیوقت آپؐ کی ۹ بیویاں تھیں۔ آپؐ نے **بیواؤں** سے شادیاں کیں تاکہ اُمّت میں کوئی **بیوہ** نہ بیٹھی رہے۔ رشتہ دار عورتوں سے شادی کی تاکہ آپس کے تعلقات مضبوط ہوکر قوت بڑھے۔ دوسری قوموں میں شادی کی تاکہ اسلامی فراخدلی اور مساوات ظاہر ہو۔ اور **ادنےٰ اعلیٰ** اور **ذات پات** کا جھگڑا مٹے۔ کئی شادیاں کیں تاکہ جنگ کے ذریعہ اگر مرد کم ہوجائیں تو اُمّت کے لوگ کئی کئی بیویاں کر کے نسل بڑھائیں۔ اور بیواؤں کی عصمت بچائیں۔ اور اُن کی خبر گیری کریں۔ آپؐ نے انصاف کی بھی حد کردی۔ کیونکہ آخیر وقت تک ہر ایک کے گھر باری باری تشریف لے جاتے رہے۔ اور خدا پرستی کا تو یہ عالم تھا۔ کہ اپنی نوجوان بیوی حضرت عائیشہؓ کو آدھی رات بستر میں چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہوگئے۔ جسپر حضرت عائیشہؓ ڈھونڈتی پھریں تو ایک جگہ دیکھا کہ سجدہ میں پڑے کہہ رہے ہیں: "اے خدا میری رُوح اور میرا جسم تجھ پر قربان ہو"۔ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ؛

(خاکسارہ لیڈی ڈاکٹر مسز ڈاکٹر شمس الدین صاحب ترا ہا بہرام خاں دھلی)

# آنے والا آچکا

پیشتر اسکے کہ میں حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کچھ عرض کروں۔ میں اپنے احمدی ہونے کے متعلق یہ عرض کر دیتی ہوں کہ میں اپنے ماں باپ کی ایک ہی بیٹی ہوں۔ اور میرا کوئی بہن یا بھائی نہیں ہے۔ اسلیئے ماں باپ کی محبت میرے ساتھ ہی مخصوص تھی۔ وہ احمدیت کے سخت مخالف ہیں۔ اور اُنکی مجھے بھی یہ ہدایت ہے کہ "بیٹی ہرگز احمدی نہ ہونا" لیکن محض خدا کے فضل سے میں دو ماہ سے احمدی ہو چکی ہوں۔ میرا ایمان ہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعود جنکا دوسرا نام امام مہدی بھی ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام قادیانی ہیں۔ اسلیئے میں حضور کی صداقت کے متعلق کچھ بیان کرونگی:۔

(۱) پہلی نشانی امام مہدی کی یہ ہے۔ کہ رسول کریم نے فرمایا تھا کہ امام مہدی کیوقت میں اُسکو سچا ثابت کرنے کیلیئے آسمان ایک نشان دکھلائیگا۔ اور وہ نشان ایسا ہوگا کہ اُس سے پہلے آسمان نے کبھی بھی وہ نشان نہیں دکھلایا اور وہ یہ کہ رمضان شریف کے مہینے میں چاند کی تیرہویں تاریخ چاند کو گرہن لگیگا اور ۲۸ تاریخ کو سورج کو گرہن لگیگا۔ اور وہ حدیث یہ ہے:۔ ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ (دارقطنی مطبع انصاری دہلی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸) ترجمہ:۔ ہمارے امام مہدی کی دو نشانیاں ایسی ہیں کہ جب سے زمین اور آسمان پیدا ہوئے تب سے وہ کسی مامور کی صداقت کے لئے ظاہر نہیں ہوئیں۔ وہ یہ ہیں کہ ایک ہی مہینے میں رمضان کی ۱۳ تاریخ کو چاند کو اور ۲۸ تاریخ سورج کو گرہن لگیگا۔ دیکھو دارقطنی جلد ۸ چنانچہ یہ نشانی چھ اپریل ۱۸۹۴ء کو اس طرح پوری ہوئی۔ کہ اسکو تمام دوستوں اور دشمنوں نے دیکھا۔ پھر اس سے اگلے سال چاند گرہن اور سورج گرہن امریکہ میں بھی لگ گیا۔ پس آسمان کا یہ عظیم الشان نشان دکھانا اس بات کا زبردست ثبوت ہے۔ کہ وہ مسیح موعود جس کے آنیکی خبر حدیثوں میں حضرت رسول کریم نے دی تھی وہ مسیح موعود حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔

(۲) دوسری نشانی امام مہدی کی یہ ہے۔ کہ اس کیوقت میں آسمان پر ایک دُمدار ستارہ ظاہر ہوگا۔ (دیکھو اقتراب الساعۃ و حجج الکرامہ) سو وہ دُمدار ستارہ بھی ۱۸۸۲ء میں آسمان پر ظاہر ہوا۔ اور ایسی صفائی سے ظاہر ہوا۔ جسکو ایک دو نہیں بلکہ ہزاروں انسانوں نے دیکھا۔ پس دُمدار ستارہ کا حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے بعد نکلنا اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ آپ ہی امام مہدی ہیں۔

(۳) تیسری نشانی امام مہدی کی حدیث میں اس طرح بیان ہوئی ہے۔ کہ:۔ یترکن القلاص فلا یسعی علیھا۔ اونٹ ترک کر دیے جائینگے

اُنپر سواری نہیں کی جائیگی۔ یعنی اُس زمانہ میں ایسی نئی نئی سواریاں نکلیں گی کہ لمبے سفر کرنیوالے لوگ اُونٹ کیطرف آنکھ اُٹھاکر بھی نہیں دیکھیں گے۔ سو آجکل ریلوں اور موٹروں اور ہوائی جہازوں کے پیدا ہو جانے کے باعث سفر کرنیوالے لوگ انہی پر ہی سوار ہوتے ہیں۔ کوئی اونٹ کا نام بھی نہیں لیتا۔ اگر کسی کو پیسے بھی دئے جائیں کہ تو اونٹ پر بیٹھ کر کلکتہ یا بمبئی جا تو وہ پیسے لیکر بھی اونٹ پر سوار نہیں ہوتا پس اس نشان کا پورا ہونا بھی ایک زبردست ثبوت ہے کہ امام مہدی حضرت مرزا صاحب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہی ہیں ؛

(۴) چوتھی نشانی امام مہدی کی یہ ہے۔ کہ حدیث میں آتا ہے کہ امام مہدی کا زمانہ جب آئیگا تو اسوقت کے مولوی لوگوں کی حالت بہت خراب ہوگی۔ سو آجکل اگر دیکھا جائے تو جتنے فساد اور لڑائیاں مسلمانوں میں ہوتی ہیں ان کے کرانیوالے مولوی اور پیر لوگ ہی ہیں ؛

(۵) پانچویں نشانی امام مہدی کی یہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس زمانے میں اسلام محض رسم کے طور پر رہ جائیگا۔ اور قرآن لوگ پڑھیں گے۔ لیکن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ طوطے کی طرح پڑھینگے تو ضرور مگر اسپر عمل نہیں ہوگا۔ سو آجکل جس طور سے یہ نشانی پوری ہوئی اور ہو رہی ہے اسکو بیان کرنیکی ضرورت نہیں ہے؛

(۶) چھٹی نشانی مسیح موعود کی دجّال ہے۔ اور دجّال کے معنے لغت میں یہ آئے ہیں:۔ الدجّال فرقۃ عظیمۃ تحمل اثقالھا للتجارۃ (القاموس)

**ترجمہ**:۔ دجال سوداگروں کی اس بڑی جماعت کا نام ہے جو کہ اپنے مال واسباب کو بیچنے کیلئے دوسرے ملکوں میں لیجائیں۔ اگر آجکل دیکھا جائے۔ تو مغربی لوگوں میں یہ بات نہایت بدیہی طور پر پائی جاتی ہے۔ نشانیاں تو اور بھی ہیں لیکن عقلمند کیواسطے یہ بھی کم نہیں۔ ان نشانوں کے پورا ہو جانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہو الا مسیح موعود جسکی خبر خدا اور خدا کے رسُول نے دی تھی وہ حضرت مرزا صاحبؑ ہی ہیں۔ جن کے کان ہوں وہ سن لے۔ اور جنکی آنکھیں ہوں وہ دیکھ لے۔ اور جو دل کے اندھے اور بہرے ہیں وہ تو کبھی بھی ایمان نہیں لاسکتے اگرچہ خدا بھی اُنکو آکر سمجھاوے۔ اِسلئے مَیں اتنے ہی نشان لکھکر اپنے مضمون کو ختم کرتی ہوں اور کوشش کرونگی کہ آئندہ بھی مِصباحی بہنوں کی خدمت میں کچھ نہ کچھ لکھکر پیش کرتی رہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام مُسلمانوں کے کانوں کو عموماً اور میرے والدین کے کانوں کو خاص طور پر کھولدے تاکہ وہ خدا کے امام کی آواز کو سُنیں اور اسپر ایمان لاکر حقیقی مُسلمان بنیں۔ اَے میرے پیارے خدا جیسے تونے مجھے ہدایت دی ہے۔ ویسے ہی میرے والدین اور باقی مُسلمان کہلانیوالوں کو ہدایت فرما۔ آمین ؛

(خاکسارہ خاتون بیگم از بنارس)

## وصیتیں

۱۱۱۴۹۴ ؛ منکہ سکینہ بیگم بنت سید غلام غوث صاحب پنشنر قوم سید پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۶ کو حسب ذیل

وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کیوقت جو کوئی متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری موجودہ جائیداد ۱۱۲۵/ روپے مہر ہے جو کہ میرے خاوند شیخ الطاف حسین صاحب کے ذمہ ہے۔ اسکے علاوہ میرے دو زیور طلائی وزنی پانچ تولہ یعنی گلو بند و کانٹے ہیں ان سب کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اور آیندہ اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں ؛ گواہ شد :۔ الطاف حسین احمدی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہائی سکول قادیان ؛

العبد :۔ سکینہ بیگم ۲۶-۱۲-۳۵ ؛ گواہ شد :۔ سید غلام غوث پنشنر قادیان ؛

~~۵۴۴۸~~ : منکہ ناصرہ بیگم زوجہ شاہ سوار خاں صاحب قوم چھب پیشہ کاشتکاری عمر ۲۷ سال تخمیناً پیدائشی احمدی ساکن نور نگ ڈاکخانہ کھاریاں ضلع گجرات ملحقہ انجمن تہال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱-۲-۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میرے پاس اسوقت زیور سونا ۵ تولہ اور زیور چاندی ۸۷ تولہ جسکی قیمت تخمیناً ۲۰۰/- روپیہ اور ایک بھینس ہے جس کی قیمت ۱۲۰/- روپے ہے۔ اور ۳۲/- روپے حق مہر ہے۔ گویا کل مبلغ ۳۵۲/- روپے کی جائیداد ہے جسکے ۱/۵ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اسکے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں۔ اگر میری موت کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۵ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہذا وصیت نامہ لکھدیا ہے کہ سند رہے ؛ گواہ شد :۔ امیر حسین امام الصلوٰۃ جماعت احمدیہ نور نگ ؛ العبد :۔ نشان انگوٹھا ناصرہ بیگم زوجہ شاہ سوار خاں صاحب ؛ گواہ شد :۔ محمد الدین سیکرٹری تہال بقلم خود کاتب ؛

~~۵۴۴۷~~ :۔ منکہ رسول بی بی زوجہ چوہدری عبدالحمید صاحب انجینئر جٹ باجوہ پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لویری والہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ حال بیگاؤں۔ سی۔ پی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۶-۱-۳۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اُس کے چھٹا حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے :۔

اراضی واقعہ موضع تلونڈی عنایت خاں ۴۸ کنال کا ۱/۱۸ حصہ قیمتی ۵۰/- اراضی واقعہ چک ۳۱۶ تلونڈی تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ۲۸ ایکڑ اراضی کا ۱/۱۸ حصہ قیمتی ۴۵۰/- ۳۰۰/- رقم جو اپنے بھائیوں سے لینی ہے۔ وہ رقم جو حق مہر اور زیور کی بابت چوہدری عبدالحمید صاحب سے لینی ہے ۱۰۰۰/- کل جائیداد قیمتی ۱۸۰۰/- ہے جس کا چھٹا حصہ ۳۰۰/- ہے انشاء اللہ نقد اپنی زندگی میں ادا کردونگی ؛

گواہ شد :۔ محمد حسین انسپکٹر وصایا ضلع سیالکوٹ ؛

العبد :۔ رسول بی بی بقلم خود ؛ گواہ شد :۔ رحمت بی بی بقلم خود ؛

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا ؛